AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خواتین کے حوالے سے احکام طہارت سے متعلق آثار خلفائے راشدینؓ کا اطلاقی مطالعہ

An applied study of the works of the Rightly Guided Caliphs (RA) regarding the rulings of Taharah Concerning Women

1. Rabia Hayat
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
2. Dr. Saima
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Abstract

Islamic Sharia accords fundamental importance to ritual purity (taharah), and numerous rulings directly impacting women's lives are linked to it. Matters such as menstruation (hayd), post-natal bleeding (nifas), irregular bleeding (istihadah), ritual bath (ghusl), ablution (wudu), dry ablution (tayammum), cleanliness and impurity, and the performance of acts of worship hold special significance in a woman's daily religious life. The core principles of these rulings are outlined in the Holy Quran and the Sunnah of the Prophet ﷺ, while the narrations and reports (athar) of the Companions (may Allah be pleased with them)—particularly the mothers of the Believers and female Companions—provide essential guidance in understanding their practical implementation, interpretation, and application across various circumstances. During the era of the Companions, when women faced issues regarding ritual purity, they would directly ask the Prophet ﷺ, and subsequently, guidance on these matters was sought from the Mothers of the Believers and other jurist-Companions. The narrations from Hazrat Ayesha (may Allah be pleased with her) and other female Companions constitute an invaluable body of scholarly knowledge regarding female ritual purity, as they preserve rulings and practical details pertaining specifically to women's conditions. Similarly, numerous fatwas, statements, and practical directives regarding women's ritual purity have been transmitted from male Companions as well. The study of the Companions' reports regarding ritual purity is also vital because it offers a practical understanding of Islamic texts. The Companions resolved issues in light of the Quran and Sunnah under diverse conditions and established principles that served as a foundation for later jurists. The significance of these reports is even greater regarding women's specific issues, as they serve as an essential source of jurisprudential guidance on matters such as the duration of menstruation and post-natal bleeding, acts of worship during irregular bleeding, rules of ritual bathing, purification from blood and other impurities, and various practical aspects of ritual purity.

Keywords: *Taharah, Hayd, Nifas, Istihadah, Ghusl, Wudu, Athar al-Sahabah, Mothers of the Believers, Islamic Jurisprudence, Women's Fiqh.*

صحابہ رضی اللہ عنہم علم و عمل اور صداقت وامانت کے پیکر تھے، ان کی علمیت، فقاہت اور ثقاہت بے مثال تھی، ان کے اقوال اور افعال امت کے لیے حجت اور ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کی سیرت و کردار کا مطالعہ کرکے ان کی اتباع اور ان کے علوم کی پیروی عصر حاضر کے لاینحل مسائل کا بہترین حل ہے۔ اس سلسلے میں آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا فقہی اور تشریعی پہلو بلاشبہ حد درجہ اہمیت کا حامل ہے، جس پر جدید خطوط سے مطالعہ و تحقیق یقیناً عصرِ حاضر اور نسلِ جدید کی ایک اہم دینی، روحانی اور نظریاتی ضرورت ہے۔

قرآن و سنت کے بعد شریعت کا تیسرا ماخذ اجتہاد ہے، اور اجتہاد کے باب میں سب سے مستند اور عظیم اجتہاد صحابہ کرام کا ہے۔ لہذا ان کے

اجتہادات منضبط، مرتب مدون کرنا اور اس کا تجزیہ و تحلیل کرنا فہم دین کی بنیادی ضرورت ہے۔ اسی طرح آئمہ اربعہ مذاہب کے اجتہادات کو سمجھنے کے لیے ان کے باہمی اختلافات کو سمجھنا از حد ضروری ہے، جن میں ایک بنیادی اساس ان کے اساتذہ کے اختلافات ہیں، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے ایک یا دو واسطے سے اساتذہ ہیں، لہذا آثار صحابہ پر جتنی گہرائی اور گیرائی سے نظر ہو گی اتنا ہی فقہ کو اچھے طور سے سمجھنا آسان ہو گا اور علمی اختلافات سمجھنے اور جدید مسائل میں اجتہاد کرنے کی لیاقت پیدا ہو گی۔ آخر میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں دین کو براہ راست قرآن و سنت سے اخذ کرنے کا اندھا رجحان روایتِ دین کے انکار کا پیش خیمہ ثابت ہونے لگا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہم قرآن و حدیث کے نصوص کی ایسی تشریحات اور تاویلات دیکھ رہے ہیں جو ماضی میں کبھی سننے میں نہیں آئیں۔ ایسے میں روایتِ دین کے پہلے اور اساسی منہج آثار کو سمجھنے کی اہمیت پہلے سے زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔

اسلامی شریعت میں طہارت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور بالخصوص خواتین کی زندگی سے متعلق متعدد شرعی احکام کا تعلق براہِ راست طہارت سے ہے، حیض، نفاس، استحاضہ، غسل، وضو، تیمم، پاکی و ناپاکی اور عبادات کی ادائیگی جیسے مسائل خواتین کی روزمرہ دینی زندگی میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں، قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں ان مسائل کے بنیادی احکام بیان ہوئے ہیں، جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، خصوصاً امہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے آثار سے ان احکام کی عملی صورت، تشریح اور مختلف حالات میں ان کے اطلاق کو سمجھنے میں نمایاں مدد ملتی ہے۔

عہدِ صحابہ میں خواتین کو طہارت سے متعلق مختلف مسائل پیش آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست سوال کرتی تھیں، اور بعد میں انہی مسائل کے بارے میں امہات المؤمنین اور دیگر فقہائے صحابہ سے بھی رہنمائی حاصل کی جاتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیات کے آثار خصوصاً خواتین کی طہارت سے متعلق مسائل میں نہایت اہم علمی سرمایہ ہیں، کیونکہ ان میں ایسے احکام اور عملی تفصیلات بھی محفوظ ہیں جن کا تعلق خواتین کے مخصوص حالات سے ہے، اسی طرح مرد صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی خواتین کی طہارت کے متعلق متعدد فتاویٰ، اقوال اور عملی رہنمائیاں منقول ہیں۔

طہارت سے متعلق آثارِ صحابہ کا مطالعہ اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ ان کے ذریعے نصوصِ شرعیہ کی عملی تفہیم سامنے آتی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف حالات میں کتاب و سنت کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کیا اور ایسے اصول واضح کیے جن سے بعد کے فقہاء نے بھی استفادہ کیا۔ خواتین کے مخصوص مسائل میں ان آثار کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ حیض و نفاس کی مدت، استحاضہ کی حالت میں عبادات، غسل کے احکام، خون اور دیگر نجاسات کی تطہیر اور طہارت کے مختلف عملی مسائل میں آثارِ صحابہ فقہی رہنمائی کا اہم ذریعہ بنتے ہیں

جنبی عورت کے استعمال شدہ پانی کا حکم

- **حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ ضِرَارٍ ، عَنْ مُحَارِبٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:((مَنِ اغْتَرَفَ مِنْ مَاءٍ وَهُوَ جُنُبٌ فَمَا بَقِيَ مِنْهُ نَجِسٌ ، وَلَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ بَوْلٌ))**[1] .
- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”جو شخص جنبی ہو اور پانی میں سے (ہاتھ ڈال کر) کچھ نکالے، تو جو پانی باقی رہ جائے، وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب ہو۔

[1] ابن أبي شيبة، 1416ھ، رقم الحديث: 897؛ السيوطي، 2005ء، ج: 21، ص: 306؛ ابن عدي، 1997ء، ج: 6، ص: 2069

جمع و تحقیق: اس اثر کی سند صحیح ہے اور اس کے تمام راوی قابلِ اعتماد ہیں، محمد بن فضیل بن غزوان کو جمہور محدثین نے ثقہ یا صدوق قرار دیا ہے، جبکہ علی بن مدینی اور دار قطنی نے انہیں حدیث میں ثبت کہا ہے، ان پر تشیع یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق جو اعتراض منقول ہے، وہ ان کی روایت کی صحت کو متاثر نہیں کرتا، خصوصاً جبکہ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف اور ان کے لیے دعا بھی منقول ہے۔ لہٰذا یہ اثر صحیح الاسناد ہے۔

مذکورہ اثر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

(مَنِ اغْتَرَفَ مِنْ مَاءٍ وَهُوَ جُنُبٌ فَمَا بَقِيَ مِنْهُ نَجَسٌ، وَلَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ بَوْلٌ)

"جو شخص حالتِ جنابت میں پانی میں سے چلو بھرے تو اس میں سے باقی رہ جانے والا پانی نجس ہو جاتا ہے، اور فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب ہو۔"[2] (ابن أبي شيبة، 1416ھ، رقم الحديث: 897) یہ اثر سنداً صحیح ہے۔

اس اثر کے پہلے حصے میں بظاہر یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ جنبی شخص کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے باقی پانی نجس ہو جاتا ہے، تاہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے اس کے برخلاف عمل بھی منقول ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً ذکر کیا ہے:

(وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُورِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ)

"حضرت ابن عمر اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم نے اپنا ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈالا، پھر اسی پانی سے وضو کیا۔"[3]

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس معلق اثر کے اپنے الفاظ میں نہ حالتِ جنابت کی صراحت ہے اور نہ یہ صراحت موجود ہے کہ ہاتھ پر کوئی حقیقی نجاست موجود تھی یا نہیں۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے جس باب کے تحت ذکر کیا ہے اس کا عنوان ہے: (هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ) "کیا جنبی شخص اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال سکتا ہے جبکہ اس کے ہاتھ پر جنابت کے علاوہ کوئی گندگی موجود نہ ہو؟" لہٰذا حالتِ جنابت اور ہاتھ پر حقیقی نجاست کے نہ ہونے کا مفہوم اثر کے صریح الفاظ سے نہیں بلکہ امام بخاری کی تبویب اور سیاق سے مستفاد ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اگر جنبی کا ہاتھ پاک ہو تو اسے غسل کے پانی میں ڈالنے میں حرج نہیں، کیونکہ محض جنابت کی وجہ سے انسان کے اعضاء نجس نہیں ہوتے۔ (ابن حجر، فتح الباري، ج:1، ص:444)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا یہی عمل مکمل سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں ان الفاظ سے منقول ہے:

(أَنَّهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْمِطْهَرَةِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا)

"انہوں نے اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں ڈال دیا۔"[4]

اس کی سند حسن ہے، کیونکہ سند میں موجود "رجاء" صدوق راوی ہیں۔ تاہم یہاں بھی یہ ملحوظ رہے کہ خود الفاظِ اثر میں ہاتھ پر حقیقی نجاست موجود ہونے کا ذکر نہیں ہے؛ اس لیے اسے ایسی صورت پر محمول کرنا درست نہیں ہوگا جس میں ہاتھ پر بالفعل نجاست لگی ہوئی ہو۔

---

2 ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد، المصنف، رقم الحديث: 897۔

3 البخاري، محمد بن إسماعيل، الصحيح، كتاب الغسل، باب هل يدخل الجنب يده في الإناء قبل أن يغسلها إذا لم يكن على يده قذر غير الجنابة؛ وانظر: ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، 1: 444۔

4 ابن أبي شيبة، المصنف، رقم الحديث: 1062۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول دونوں آثار کے درمیان بظاہر تعارض کو محدثین نے تطبیق کے ذریعے حل کیا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ جس موقع پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈالا، وہاں انہیں یقین تھا کہ ہاتھ پر کوئی نجاست نہیں، جبکہ ہاتھ دھونے کی صورت کو اس حالت پر محمول کیا جاسکتا ہے جس میں نجاست کا گمان یا یقین ہو، یا ہاتھ دھونا استحباب کی بنا پر ہو اور ترکِ غسل جواز کے بیان کے لیے ہو۔[5]

علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر (فما بقي منه نجس) اور امام بخاری کے ذکر کردہ اثر کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے پہلی صورت کو ہاتھ پر حقیقی نجاست ہونے کی حالت پر محمول کیا ہے، اس بنا پر درست مفہوم یہ ہے کہ محض جنابت پانی کو نجس نہیں کرتی؛ البتہ اگر ہاتھ پر کوئی عینی نجاست موجود ہو اور وہ پانی میں شامل ہو کر اسے متاثر کرے تو حکم الگ ہو گا۔

اس مسئلے کی مزید واضح تائید ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے ہوتی ہے، ان سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حالتِ جنابت میں غسل سے پہلے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈال دے، تو انہوں نے فرمایا:

(إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، وَلَكِنْ لِيَبْدَأْ فَيَغْسِلْ يَدَهُ، قَدْ كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ)

"پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی، البتہ اسے چاہیے کہ پہلے اپنا ہاتھ دھو لے؛ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔"[6] (بيهقي، 1424ھ، رقم الحديث: 919) اس اثر کی سند صحیح ہے۔

یہاں سوال میں حالتِ جنابت کی صراحت موجود ہے، اس لیے یہ روایت زیرِ بحث مسئلے میں زیادہ واضح دلیل ہے۔

اسی مفہوم کی ایک صحیح مرفوع روایت خود امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے:

(كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ)

"میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور ہمارے ہاتھ باری باری اس میں جاتے تھے۔"[7]

یہ مرفوع حدیث اس مسئلے میں قوی دلیل ہے کہ حالتِ جنابت بذاتِ خود ہاتھ یا بدن کو نجس نہیں کرتی اور جنبی کے پاک ہاتھ کے پانی میں داخل ہونے سے پانی نجس نہیں ہوتا۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

(لَيْسَ عَلَى الثَّوْبِ جَنَابَةٌ، وَلَا عَلَى الْأَرْضِ جَنَابَةٌ، وَلَا عَلَى الرَّجُلِ يَمَسُّهُ الْجُنُبُ جَنَابَةٌ، وَلَيْسَ عَلَى الْمَاءِ جَنَابَةٌ ... فَأَدْخَلَهُمَا فِي الْمَاءِ وَهُوَ جُنُبٌ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهُمَا فَلَا بَأْسَ)

"کپڑے پر جنابت نہیں، زمین پر جنابت نہیں، جنبی کے چھونے سے دوسرے شخص پر جنابت نہیں اور پانی پر بھی جنابت نہیں؛ لہٰذا اگر جنبی نے ہاتھ دھونے سے پہلے پانی میں ڈال دیے تو کوئی حرج نہیں۔"[8]

---

5 ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، 1:444۔

6 البيهقي، أحمد بن الحسين، السنن الكبرى، رقم الحديث: 919۔

7 البخاري، الصحيح، كتاب الغسل، باب هل يدخل الجنب يده في الإناء قبل أن يغسلها إذا لم يكن على يده قذر غير الجنابة، حديث: 258۔

8 عبد الرزاق الصنعاني، المصنف، رقم الحديث: 309۔ [سند میں جابر الجعفي کی وجہ سے ضعف کی نشان دہی متن میں موجود ہے۔]

اس کی سند میں جابر جعفی موجود ہے جو ضعیف راوی ہے، اس لیے یہ اثر سنداً ضعیف ہے؛ تاہم اس کا مفہوم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ صحیح روایت اور دیگر صحیح آثار سے مؤید ہے۔

جہاں تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث:

(إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)

"جب مرد عورت کے چار اعضاء کے درمیان بیٹھے اور جماع کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔"[9]

کا تعلق ہے، تو یہ حدیث جنبی کے ہاتھ ڈالنے سے پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کی براہِ راست تائید نہیں کرتی، بلکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ جماع بذاتِ خود غسلِ جنابت کو واجب کر دیتا ہے، خواہ انزال نہ بھی ہو۔ لہٰذا زیرِ بحث مسئلے میں اس حدیث کو پانی کی طہارت کی دلیل بنانے کے بجائے جنابت کے سبب اور وجوبِ غسل کی وضاحت کے طور پر ذکر کرنا زیادہ درست ہو گا۔

اسی تناظر میں امام زہری رحمہ اللہ کا وہ بیان بھی قابلِ ذکر ہے جسے علامہ ابو بکر حازمی رحمہ اللہ نے الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار میں نقل کیا ہے کہ بعض انصار، جن میں حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، (اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ) کے مطابق عدمِ انزال کی صورت میں غسل واجب نہ ہونے کا فتویٰ دیتے تھے؛ لیکن جب حضرت عمر، حضرت عثمان، سیدہ عائشہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ختانین کے ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ امام حازمی نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جن صحابہ کو پہلے رخصت کا علم تھا، ناسخ حکم معلوم ہونے کے بعد انہوں نے اس رخصت کو ترک کر دیا۔[10] (أبو بكر الحازمي، 1359ھ) یہ بحث بھی پانی کے نجس ہونے سے متعلق نہیں بلکہ جنابت کے تحقق اور وجوبِ غسل سے متعلق ہے؛ اس لیے اسے اسی دائرے تک محدود رکھنا علمی اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول (فما بقي منه نجس) کو مطلقاً اس معنی میں لینا کہ جنبی کا محض پاک ہاتھ پانی میں داخل ہوتے ہی پانی کو نجس کر دیتا ہے، دیگر صحیح آثار اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے دوسرے منقول عمل کے ساتھ موافق نہیں، محدثین کی تطبیق کے مطابق اسے ایسی صورت پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے جس میں ہاتھ پر حقیقی نجاست موجود ہو یا اس کے موجود ہونے کا قوی اندیشہ ہو، اس کے مقابلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح روایت اور حضرت ابن عمرو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم کے آثار سے واضح ہوتا ہے کہ جنابت ایک حکمی حالت ہے، عینی نجاست نہیں؛ لہٰذا جنبی مرد یا عورت کا پاک ہاتھ پانی میں ڈالنے سے پانی محض جنابت کی وجہ سے نجس نہیں ہوتا، یہی موقف خواتین کے طہارت سے متعلق مسائل میں بھی اہم ہے، کیونکہ حالتِ جنابت، حیض یا دیگر حکمی احوال کو بلا دلیل عینی نجاست سمجھنے سے غیر ضروری وسوسے اور شرعی احکام میں تشدد پیدا ہو سکتا ہے۔

عصری اطلاقات: عصرِ حاضر میں اس اثر کی اہم تطبیق یہ ہے کہ گھروں، ہاسٹلز، تعلیمی اداروں اور مشترکہ غسل خانوں میں استعمال ہونے والے پانی کے بارے میں محض اس بنیاد پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جا سکتا کہ اسے کسی جنبی شخص یا خاتون نے استعمال کیا ہے، پانی کے ناپاک ہونے کے لیے حقیقی نجاست کا ثبوت اور اس کا پانی پر معتبر اثر ہونا ضروری ہے، خصوصاً خواتین میں طہارت، غسلِ جنابت اور دیگر مخصوص احوال سے متعلق پیدا ہونے

---

9 البخاري، الصحيح، رقم الحديث: 291۔

10 الحازمي، أبو بكر محمد بن موسى، الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار، كتاب الطهارة، باب الغسل، ص 128۔

والے غیر ضروری وسوسوں کے ازالے میں یہ آثار اہم رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ شریعت نے حکمی جنابت اور حقیقی نجاست کے درمیان فرق رکھا ہے۔

جس کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے اس کا حکم

- **حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ : عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ«كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ»**[11]
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''ہمیں حیض آتا تو کپڑے کو پاک کرتے وقت ہم خون کو مل دیتے، پھر اس جگہ کو دھو لیتے اور تمام کپڑے پر پانی بہا دیتے اور اسے پہن کر نماز پڑھتے۔''

جمع وتحقیق: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ اثر میں خواتین کے کپڑوں کو خونِ حیض سے پاک کرنے کا عملی طریقہ بیان ہوا ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صحابیات میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جاتا تو طہر حاصل ہونے کے بعد خون لگی جگہ کو انگلیوں سے مل کر صاف کیا جاتا، پھر اس مقام کو پانی سے دھویا جاتا اور باقی کپڑے پر پانی چھڑک کر اسی کپڑے میں نماز ادا کی جاتی، یہ روایت صحیح بخاری میں رقم 308 کے تحت مروی ہے اور اسی مفہوم کی روایت سنن ابن ماجہ، رقم 630 میں بھی موجود ہے۔

اس اثر میں وارد لفظ (تَقْتَرِصُ) سے مراد خون لگی جگہ کو انگلیوں کے پوروں سے اچھی طرح ملنا ہے، تاکہ کپڑے کے ریشوں میں جذب شدہ خون نکل جائے۔ اس کے بعد اصل نجاست والی جگہ کو پانی سے دھویا جاتا ہے۔ البتہ پورے کپڑے کو دھونا ضروری نہیں؛ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول (وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ) سے معلوم ہوتا ہے کہ بقیہ کپڑے پر پانی چھڑکنا کافی تھا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بقیہ کپڑے پر پانی چھڑکنے کو وسوسے کے ازالے اور قلبی اطمینان سے متعلق قرار دیا ہے، کیونکہ نجاست کا تعلق اصل میں اسی جگہ سے ہے جہاں خون لگا ہو۔[12]

اس موقوف اثر کی سب سے واضح تائید سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث سے ہوتی ہے، ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اگر کسی عورت کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ)

''جب تم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے ملے، پھر اسے پانی سے دھوئے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔''[13]

یہ حدیث مرفوع ہے، کیونکہ حکم براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، اس سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ موقوف اثر کی نہایت واضح تائید ہوتی ہے، بلکہ دونوں روایات میں طریقۂ تطہیر تقریباً یکساں ہے: پہلے خون کے اثر کو کھرچنا یا ملنا، پھر پانی سے دھونا اور اس کے بعد اسی کپڑے میں نماز پڑھ لینا۔ یہی روایت صحیح بخاری میں ایک دوسرے مقام پر رقم 227 کے تحت بھی وارد ہوئی ہے۔

---

[11] بخاري، 1422ھ، رقم: 308؛ أبو داؤد، 1323ھ، رقم الحديث: 358

12 ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، 1: 532۔

13 البخاري، الصحيح، كتاب الحيض، باب غسل دم المحيض، رقم الحديث: 307۔

یہی مرفوع حدیث سنن نسائی میں بھی ان الفاظ سے مروی ہے:

(حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ وَصَلِّي فِيهِ)

"اسے کھرچو، پھر پانی کے ساتھ اسے ملو، اس کے بعد اس پر پانی بہاؤ اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔"[14] (نسائي، رقم الحديث:293؛ نيز رقم:394) یہ روایت بھی صحیح ہے۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(اقْرُصِيهِ وَاغْسِلِيهِ وَصَلِّي فِيهِ)

"خون والی جگہ کو ملو، اسے دھوؤ اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔"[15] (ابن ماجه، رقم الحديث:629) یہ روایت بھی مذکورہ حکم کی مرفوع تائید ہے۔

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک اور موقوف اثر مصنف عبد الرزاق میں منقول ہے:

(وَكَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ فَيَكُونُ فِي ثَوْبِهَا الدَّمُ فَتَحُكُّهُ بِالْحَجَرِ، أَوْ بِالْعُودِ، أَوْ بِالْعَظْمِ، ثُمَّ تَرُشُّهُ وَتُصَلِّي) "ہم میں سے کسی عورت کو حیض آتا اور اس کے کپڑے کو خون لگ جاتا تو وہ اسے پتھر، لکڑی یا ہڈی سے کھرچ دیتی، پھر اس پر پانی چھڑکتی اور اسی کپڑے میں نماز پڑھتی۔"[16] (عبد الرزاق، 1403ھ، رقم الحديث:1228) اس کی سند صحیح ہے۔

اس اثر میں بھی بنیادی اصول وہی ہے کہ پہلے عینِ نجاست کو دور کیا جائے اور پھر پانی کے ذریعے کپڑے کو پاک کیا جائے، البتہ یہاں خون کو کھرچنے کے لیے پتھر، لکڑی یا ہڈی کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود کسی مخصوص آلے کا استعمال نہیں بلکہ خون کے جمے ہوئے اثر کو کپڑے سے زائل کرنا ہے۔

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

(إِذَا طَهُرَتِ الْمَرْأَةُ مِنَ الْحَيْضِ فَلْتَتَّبِعْ ثَوْبَهَا الَّذِي يَلِي جِلْدَهَا، فَلْتَغْسِلْ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ) "جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اپنے اس کپڑے کو دیکھے جو اس کے جسم کے ساتھ لگا رہتا ہے، پھر جس جگہ گندگی لگی ہو اسے دھولے اور اس کے بعد اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔"[17] (دارمي، 1407ھ، رقم الحديث:1008) اس کی سند صحیح ہے۔

یہ روایت بھی موقوف علی عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس سے یہ اہم فقہی اصول سامنے آتا ہے کہ پورا کپڑا محض حیض کے زمانے میں پہننے کی وجہ سے نجس نہیں ہو جاتا، بلکہ جس مخصوص مقام پر خون یا دوسری نجاست لگی ہو اسی مقام کی تطہیر مطلوب ہے۔

سنن ابی داؤد میں بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

14 النسائي، السنن، رقم الحديث: 293؛ وانظر أيضًا: رقم 394۔

15 ابن ماجه، السنن، كتاب الطهارة وسننها، باب ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب، رقم الحديث: 629۔

16 عبد الرزاق الصنعاني، المصنف، رقم الحديث: 1228۔

17 الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن، السنن، كتاب الطهارة، باب المرأة الحائض تصلي في ثوبها إذا طهرت، رقم الحديث: 1008 (بحسب ترقيم النسخة المستعملة في المقال؛ تختلف أرقام بعض الطبعات)۔

(مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ، فَإِنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ بَلَّتْهُ بِرِيقِهَا ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا)"صحابیات کے پاس بعض اوقات ایک ہی کپڑا ہوتا تھا جسے حالتِ حیض میں بھی پہنتی تھیں؛ اگر اس پر خون کا معمولی اثر لگ جاتا تو اسے تر کرکے کھرچ دیتی تھیں۔"[18] (أبو داود، رقم الحديث:358) یہ روایت بھی صحیح ہے۔

مذکورہ روایات کا باہمی تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں مرفوع حدیث اور آثارِ صحابہ کے درمیان کوئی حقیقی اختلاف نہیں بلکہ مکمل موافقت پائی جاتی ہے، سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت مرفوع ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے خونِ حیض کو کھرچنے، پانی سے دھونے اور پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

عصری اطلاقات: عصرِ حاضر میں اس مسئلے کا اطلاق خواتین کے روزمرہ استعمال کے کپڑوں، عبایات، بستر، چادروں اور دیگر قابلِ دھلائی اشیاء پر ہوتا ہے، اگر ان پر حیض کا خون لگ جائے تو محض اس بنا پر انہیں ضائع کرنا یا مستقل نجس سمجھنا درست نہیں، بلکہ خون والی جگہ کو مناسب طریقے سے صاف کرکے پانی سے دھونا کافی ہے، جدید دور میں صابن، واشنگ پاؤڈر، واشنگ مشین اور دیگر صفائی کے ذرائع استعمال کیے جاسکتے ہیں، کیونکہ شرعی مقصود عینِ نجاست اور اس کے قابلِ ازالہ اثر کو دور کرنا ہے، نہ کہ کسی ایک مخصوص آلے یا طریقے کی پابندی۔

جس کپڑے پر چھوٹے بچے نے پیشاب کر دیا ہو اس کا حکم

- **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، نَا يَحْيَى ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ)**[19]
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔

جمع و تحقیق: یہ اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً صحیح الإسناد ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، اسی مضمون کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی منقول ہے، جسے امام ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ موقوف اثر میں شیر خوار بچے اور بچی کے پیشاب سے کپڑے کو پاک کرنے کے طریقے میں فرق بیان ہوا ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچی کے پیشاب سے متاثرہ کپڑے کو دھویا جائے، جبکہ ایسے شیر خوار لڑکے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارنا کافی ہے جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخفیف صرف اس شیر خوار لڑکے کے ساتھ مخصوص ہے جو ابھی غذا کھانا شروع نہ کر چکا ہو؛ جب بچہ کھانا کھانے لگے تو اس کے پیشاب کو بھی باقاعدہ دھونا ہوگا۔

یہاں (يُنْضَحُ) سے مراد یہ ہے کہ پیشاب سے متاثرہ مقام پر اس طرح پانی چھڑک دیا جائے کہ پانی اس جگہ تک پہنچ جائے، جبکہ (يُغْسَلُ) میں متاثرہ جگہ کو پانی کے ساتھ باقاعدہ دھونا مقصود ہے، یہ فرق لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کی اصل نجاست یا انسانی قدر و منزلت میں کسی تفریق پر مبنی نہیں، بلکہ نصوصِ شرعیہ میں تطہیر کے طریقۂ کار کے اعتبار سے ایک شرعی تخفیف بیان ہوئی ہے۔

---

18 أبو داود، سليمان بن الأشعث، السنن، كتاب الطهارة، باب المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها، رقم الحديث: 358۔

19 ابن أبي شيبة، 1416ھ، رقم:1297؛ أبو داؤد، 1323ھ، رقم:377؛ ترمذي، 1996م، رقم:610

مذکورہ موقوف اثر کی ایک اہم تائید خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث سے ہوتی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ)

''شیر خوار لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے۔''

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں، جب کھانا کھانے لگیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن صحیح قرار دیا اور ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ ہشام دستوائی نے اسے مرفوعاً اور سعید بن ابی عروبہ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔[20]

اس طرح زیرِ بحث حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر موقوف قولِ صحابی ہے، جبکہ اسی مفہوم کی دوسری روایت مرفوع قولِ نبوی کی صورت میں بھی موجود ہے، دونوں روایتیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، اگرچہ سند کے ایک طریق میں رفع اور وقف کا اختلاف موجود ہے۔

اس مسئلے کی نہایت قوی عملی تائید ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہوتی ہے، وہ اپنے ایسے چھوٹے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا: (فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ) ''آپ ﷺ نے پانی منگوایا، اس پیشاب پر پانی چھڑکا اور اسے باقاعدہ نہیں دھویا۔''[21]

یہ روایت مرفوع فعلی حدیث ہے اور اس میں دو باتیں بالکل واضح ہیں: پہلی یہ کہ بچہ ایسا شیر خوار تھا جس نے ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا اور دوسری یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیشاب سے متاثرہ کپڑے کو دھونے کے بجائے صرف پانی چھڑکنے پر اکتفا فرمایا، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اثر میں وارد حکم کی یہ مضبوط عملی تائید ہے۔

حضرت ابو السمح رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مسئلہ نہایت واضح الفاظ میں مرفوعاً مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ وہ اسے دھونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ، وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ) ''بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔''[22]

یہ مرفوع قولی حدیث ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر میں موجود دونوں احکام بچی کے پیشاب کو دھونے اور شیر خوار لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنے کی براہِ راست تائید کرتی ہے۔

اس مسئلے میں منقول روایات کا تقابلی مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے درمیان اصولی اختلاف نہیں بلکہ باہمی تائید پائی جاتی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زیرِ بحث قول موقوف ہے، تاہم یہی مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے دوسرے طریق میں مرفوعاً مروی ہے، امام ترمذی نے خود اس اختلافِ رفع و وقف کی نشاندہی کی ہے۔[23]

---

20 الترمذي، محمد بن عيسى، الجامع، رقم الحديث: 610؛ وقد ذكر اختلاف الرفع والوقف في الطريق۔

21 البخاري، الصحيح، كتاب الوضوء، باب بول الصبيان، رقم الحديث: 223۔

22 أبو داود، السنن، كتاب الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، رقم الحديث: 376۔

23 الترمذي، الجامع، رقم الحديث: 610۔

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کی روایت مرفوع فعلی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے عملاً ایسے شیر خوار لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔[24] (بخاري، 1422ھ، رقم:22) دوسری طرف ابو السمح رضی اللہ عنہ کی روایت مرفوع قولی ہے، جس میں لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کی تطہیر کا فرق صراحتاً بیان ہوا ہے۔[25]

یوں صحیح مرفوع احادیث اور صحیح موقوف آثار کو جمع کرنے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ایسے شیر خوار لڑکے کے پیشاب سے متاثرہ کپڑے پر پانی چھڑکنا کافی ہے جو ابھی غذا نہیں کھاتا، جبکہ شیر خوار بچی کے پیشاب سے متاثرہ جگہ کو دھویا جائے گا، جب لڑکا کھانا شروع کر دے تو اس کے پیشاب کا حکم بھی عام پیشاب کی طرح ہو گا اور متاثرہ جگہ کو دھونا ضروری ہو گا۔

عصری اطلاقات: مذکورہ آثار اور احادیث عصرِ حاضر میں بالخصوص ماؤں، خواتین اور بچوں کی نگہداشت کرنے والوں کے لیے اہم عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، اگر ایسے شیر خوار لڑکے کا پیشاب ماں کے کپڑے، چادر، بستر یا دوسری قابلِ تطہیر چیز پر لگ جائے جو ابھی غذا نہیں کھاتا تو متاثرہ مقام پر شرعی طریقے کے مطابق پانی چھڑکنا کافی ہو گا، جبکہ شیر خوار بچی کے پیشاب کی صورت میں متعلقہ مقام کو دھونا ہو گا، جب بچہ معمول کی غذا کھانے لگے تو لڑکا ہو یا لڑکی، پیشاب سے متاثرہ جگہ کو دھویا جائے گا۔

خلاصہ بحث

شریعتِ اسلامیہ میں قرآن و سنت کے بعد اجتہاد تیسرا بڑا ماخذ ہے، اور اجتہاد کے باب میں صحابہ کے فیصلوں اور اقوال (آثار) کو سب سے زیادہ معتبر اور مستند مقام حاصل ہے۔ عصرِ حاضر کے جدید اور نوپید مسائل کو حل کرنے کے لیے آثارِ صحابہ کا فقہی مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ائمہ اربعہ کے درمیان فقہی اختلافات کی ایک بنیادی وجہ ان کے اساتذہ، یعنی صحابہ کرام کے فتاویٰ کا اختلاف تھا۔ لہٰذا آثارِ صحابہ کو سمجھے بغیر فقہ اسلامی کی عمارت، مذاہبِ اربعہ کے دلائل اور جدید اجتہاد کی صلاحیت حاصل کرنا ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں، موجودہ دور میں روایتِ دین کو نظر انداز کر کے براہِ راست نصوص کی من مانی اور نادر تشریحات کا جو گمراہ کن رجحان بڑھ رہا ہے، اس کے سدِباب کے لیے آثارِ صحابہ کا منہج ہی سب سے مضبوط ڈھال ہے۔

طہارت کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اور خواتین کی روزمرہ دینی زندگی کا بڑا حصہ اس سے وابستہ ہے۔ حیض، نفاس، استحاضہ، غسل، وضو اور عبادات کی ادائیگی کے بنیادی احکام اگرچہ قرآن و سنت میں موجود ہیں، مگر ان کی عملی تطبیق اور باریک جزئیات امہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے آثار سے ہی معلوم ہوتی ہیں۔ عہدِ رسالت میں خواتین اپنے مخصوص مسائل بلا جھجک نبی کریم ﷺ سے دریافت کرتی تھیں، اور بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر فقہائے صحابہ سے رہنمائی حاصل کی جاتی رہی۔ ان آثار میں خواتین کے مخصوص حالات کی تمام تر تفصیلات محفوظ ہیں، جن سے بعد کے فقہاء نے حیض و نفاس کی مدت، استحاضہ کے احکام اور نجاسات کی تطہیر کے جامع اصول وضع کیے۔ یوں آثارِ صحابہ شریعت کی عملی تفہیم اور فقہی رہنمائی کا سب سے معتبر ذریعہ ہیں۔

---

24 البخاري، الصحيح، كتاب الوضوء، باب بول الصبيان، رقم الحديث: 223۔

25 أبو داود، السنن، كتاب الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، رقم الحديث: 376۔